’’مبینہ ملزم‘‘، پرویز مشرف حاضر ہو

پاکستان کے آئین کی بنیادی شقوں میں کچھ اصول واضح طور پر طے کردیئے گئے ہیں۔ ان میں ہر شق نہایت اہم ہے۔ آج ہم دو شقوں کا ذکر کرتے ہیں، اور پھر سابق جنرل پرویز مشرف کی بات کریں گے۔

آئین کی پانچویں شق کی ذیلی شق نمبر دو میں بیان کیا گیا ہے کہ ’’دستور اور قانون کی اطاعت ہر شہری کی خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ہر شخص کی جو فی الوقت پاکستان میں ہو (واجب التعمیل) ذمہ داری ہے۔

آئین کی چھٹی شق آئین کو کسی بھی طور نقصان پہنچانے اور اس ضمن میں سزا کا بیان کرتی ہے۔ یہ شق اس طرح سے ہے:

۱۔۶: کوئی بھی شخص، جو طاقت کے استعمال، طاقت کے اظہار، یا دیگر غیر قانونی ذرائع سے دستور کی تنسیخ کرے، تخریب کرے، معطل کرے، یا ایسا کوئی اقدام کرے، یا تنسیخ کرنے، تخریب کرنے، معطل کرنے یا التوا میں رکھنے کی سازش کرے، سنگین غداری کا مجرم ہوگا۔

۲۔۶: کوئی بھی شخص جو بالائی شق (۱) میں مذکورہ افعال میں مدد دے گا یا معاونت کرے گا، یا شریک ہوگا، اسی طرح سنگین غداری کا مرتکب ہوگا۔

۲۔۶ (الف): بالائی شق (۱) اور (۲) میں درج سنگین غداری کا عمل کسی بھی عدالت کے ذریعہ بشمول عدالتِ عظمیٰ، اور عدالتِ عالیہ، جائز قرار نہیں دیا جائے گا۔

۳۔۶ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) بذریعہ قانون ایسے اشخاص کے لیئے سزا مقرر کرے گی، جنہیں سنگین غداری کا مجرم قرار دیا گیا ہو۔

یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ آئین کی ان شقوں کی پاکستان کی ہر سیاسی جماعت نے جو مجلسِ شوریٰ میں شامل رہے ہے، متفقہ منظوری دی ہے۔ ان جماعتوں میں پاکستان میں ہر طرح کے سیاسی نظریات رکھنے والی ہر سیاسی جماعت شامل ہے۔

یہاں یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ جن افراد کو آئین مخاطب کر رہا ہے وہ پاکستان کے شہری ہیں، یا کسی بھی وقت پاکستان کی حدود میں مقیم ہیں۔ پاکستانی شہریوں میں عام انسان، سیاست دان، سرکاری افسران، فوجی، عدلیہ سے تعلق رکھنے والے شامل ہیں۔ ان میں سے کسی کو کسی پر شہری حقوق اور آئین پر عمل ہونے کے برابر نہ تو برتری حاصل نہ ایسی کوئی تخصیص کہ جس کے تحت وہ آئین پر امن کرنے سے استثنا حاصل کرسکیں۔

پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ یہاں مختلف ادوار میں بار بار آئین کی تنسیخ کی گئی، اسے معطل کیا گیا، توڑا مروڑا گیا۔ ایک فوجی آمر جنرل ضیا الحق نے اسے ردی کا پرزہ قرار دیا، اور ان فوجی آمروں نے جو شراب سے شغف رکھتے ہوں شاید یہ کہا ہو کہ ’’ایں نامہء بے معنی، غرقِ مئے ناب اولیٰ‘‘۔

ہماری تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ پاکستان کے آئین کی تنسیخ، اس میں غیر قانونی ترامیم، یا اس کی تعطیل ہمیشہ فوجی آمروں نے کی، جن میں جنرل اسکندر مرزا (کئی لوگوں کو تو یہ نام شاید معلوم بھی نہ ہو)، جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ، جنرل ضیا الحق، اور جنرل پرویز مشرف، شامل ہیں۔ ان کا ساتھ دینے والوں میں طاقت کے خوف سے، از راہِ خوشامد، یا فوائد حاصل کرنے کے لیئے سیاست دان، سرکاری افسر، عدالتیں، اور ماہرینِ قانون شامل رہے ہیں۔

پاکستان کے آئین کی دھجیاں اڑانے والے سابقہ فوجی آمروں میں سے اسکندر مرزا، ایوب خان، یحییٰ خان، اور ضیا الحق، وفات پا چکے ہیں۔ یہ بھی شاید مکافاتِ عمل ہے کہ اسکندر مرزا، ایوب خان، اور یحییٰ خان نے اپنے عہدوں سے ہٹنے کے بعد تا حیات نظر بندی یا جلا وطنی کی زندگی گزاری، اور ان کی باقی زندگی میں ان کے حامی اور خوشامدی ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ جہاں تک جنرل ضیا کا معاملہ ہے تو انہیں جس طرح کی موت نصیب ہوئی اس پر تبصرہ کرنا ہماری روایات کے خلاف ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ قدرت خود بھی ہر معاملہ کو نظر میں رکھتی ہے۔

آئین کے پرخچے اُڑانے والے سابق فوجی آمر جنرل مشرف کے بارے میں پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ قرار دے چکی ہے کہ وہ آئین کی تنسیخ اور اس کا چہرہ بگاڑنے کے ذمہ دار تھے، اور حکومتِ وقت کو اس ضمن میں آئنی اور قانونی اقدام کرنا چاہیئں۔ پاکستان کے قانون اور آئین کے تحت عدالتِ عظمیٰ خود ان کے خلاف مقدمہ چلانے کا اختیار نہیں رکھتی تھی۔ اگر عدالتِ عظمیٰ نے یہ رائے نہ بھی دی ہوتی تو عوام اور آپ آئین کی ان شقوں کا جانے یا نہ جانے بغیر بھی جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے، خود بھی اسی نتیجہ پر پہنچتے کہ جنرل مشرف نے پاکستان کا آئین مسخ کیا تھا، اور وہ آئین کے تحت ’سخت غداری‘ کے ملزم قرار دیئے جاسکتے ہیں اور انہیں جرم ثابت ہونے پر سزا ملنا چاہیئے۔ جنرل مشرف خود اپنی کتاب میں اپنے جن کارناموں کا اقرار کر چکے ہیں وہ ان ہی کی تحت ایسے مجرم قرار دیئے جاسکتے ہیں جو بالواسطہ اقرارِ جرم کر چکا ہے۔ یہی وجہہ ہے کہ انہیں اب تک آئین کی تنسیخ کا ’مبینہ ملزم‘ گردانا جا رہا ہے، اور اب وہ

منہ چھپاتے پھر رہے ہیں تاکہ عدالت ان پر باقاعدہ فردِ جرم عائد کرکے انہیں مبینہ سے حقیقی ملزم نہ قرار دے، اور پھر مقدمہ آگے بڑھے اور وہ مجرم بھی قرار دیئے جائیں۔

اس ضمن میں وہ اور ان کے وکلا اور وفادار جو تماشہ دکھا رہے ہیں اور جو کھیل کھیل رہے ہیں وہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ اب سے پہلے بار بار یہ کہا جارہا تھا کہ ایک سابقہ جنرل ہونے کی وجہ سے اور پاکستان کے معاملات پر فوج کے اثر کے نتیجہ میں کوئی مائی کالال ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ لیکن پھر دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ ان کے خلاف قتل اور دیگر جرائم کے لیئے پرچے کاٹے گئے اور انہیں نہ چاہتے ہوئے بھی عدالتوں میں آنا پڑا۔ اسی طرح سے جب ان پر آیئن کی تنسیخ کا مقدمہ قائم ہوا تو لاکھ بچتے پھرنے کے باوجود انہیں ذرا سی دیر ہی کے لیئے سہی عدالت میں آنا پڑا اور اس وقت بھی وہ یہ کہہ کر آئے مجھ پر اس پیشی میں فردِ جرم عائد نہ کی جائے اور عدالت نے ان کی درخواست تسلیم کرتے ہوئے دوبارہ حاضری کا حکم دیا لیکن وہ پھر ایک معمولی الزام کی طرح عدالت کو غچہ دینے لگے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ان کے خلاف ناقابلِ ضمانت وارنٹ جاری ہیں، اور انہیں ایک نہ ایک دن عدالت میں آنا ہی ہوگا۔

یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ پاکستان میں فوج کا دارہ ایک بہت محتاط ادارہ ہے۔ فوجی صرف اس وقت جارحانہ کاروائی کرتے ہیں جب انہیں اپنی کامیابی کا مکمل یقین ہو۔ ورنہ وہ ضرورت پڑنے پر عارضی پسپائی اختیار کرتے ہیں۔ اسکندر مرزا، ایوب خان، اور یحیٰی خان کے معاملے میں بھی فوج نے عارضی پسپائی اختیار کی تھی۔ اور شاید مشرف پرویز کی ضمن میں بھی معاملہ ایسا ہی ہے۔ ورنہ پرویز مشرف کسی بھی عدالت کے سامنے پیش نہ ہوئے ہوتے۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قیاس آرایئوں کے مطابق اعلیٰ فوجی افسروں نے انہیں پاکستان کی سیاست سے دور رہنے اور پاکستان واپس نہ آنے کا مشورہ دیا تھا جو انہوں نے نہیں مانا تھا۔ اب وہ اپنی اکڑفوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔

افسوس کی ایک بات اور یہ بھی ہے کہ مشرف پرویز کے وکلا میں وہ شامل ہیں جو اب سے پہلے پاکستان کے آیئن کو نقصان پہنچانے کے لیئے آمروں کے مشیر رہ چکے ہیں جن میں شریف الدین پیرزادہ پیش پیش ہیں۔ اسی طرح ان کے سب سے زیادہ شور مچانے والے اور بڑ کیس مارنے والے وکیلوں کے سربراہ احمد رضا قصوری ہیں جن کے مقدمہ کے نتیجہ میں ذوالفقار علی بھٹو کا عدالتی قتل ہوا تھا۔ اگر لوگ بھٹو کے مقدمہ کی عدالتی کاروایئاں پڑھیں تو انہیں سابق جسٹس مولوی مشتاق اور احمد رضا قصوری کا کردار بخوبی سمجھ میں آجائے گا۔

مشرف پرویز کی سخت غداری کی ضمن میں ان کے حامی یہ دلیلیں بھی لا رہے ہیں کہ ان کے ان مشیروں پر بھی مقدمہ قائم ہونا چاہیئے جنہوں نے ماورائے اقدامات میں ان کی معاونت کی تھی اور آیئن کی رو سے وہ بھی مجرم ہو سکتے ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے بڑے مجرم کو پکڑے اور پھر دوسروں کی طرف نظر کرے۔ یہ ایک ترجیحی معاملہ ہے۔ لیکن مشرف پر جرم ثابت ہونے کی صورت میں وہ لوگ بھی بالواسطہ مجرم مانے جایئں گے۔ پرویز مشرف ان لوگوں کو اپنی صفائی کے گواہوں کے طور پر پیش کر سکتے ہیں، اور وہ لوگ ان کی صفائی کے لیئے اپنا جرم تسلیم کرنے نہیں آیئں گے۔ اگر حکومت نے ان کو لوگوں کو پکڑا بھی تو قوی امکان ہے کہ وہ وعدہ معاف گواہ بن کر اپنی جان چھڑا لیں گے، جیسا کہ بھٹو کے مقدمے میں ہوا تھا۔

ہماری رائے میں چاہے کتنے دن تماشا ہو، کھیل کھیلا جائے، پاکستان کے آیئن اور پاکستان کی بقا کے لیئے یہ ضروری ہے کہ ''مبینہ ملزم'' پرویز مشرف پر مقدمہ چلے، وہ مبینہ سے حقیقی ملزم قرار دیئے جایئں، اور پھر ان پر جرم ثابت ہو تاکہ آیندہ والے عبرت پکڑیں۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ فی الوقت پاکستان میں آیئن سے غداری کی سزا موت نہیں ہے، سزا کا تعین پارلیمنٹ کرے گی۔ ہمارا ذاتی قیاس ہے کہ شاید انہیں عمر قید کی سزا دی جائے، جسے بعد میں صدرِ پاکستان معاف کر دیں، اور پرویز مشرف اپنا منہ چھپا کر ملک سے باہر چلے جایئں۔ اس صورت میں فوج کی کچھ لاج رہ جائے گی، اور شاید پسِ پردہ فوج بھی یہی کوشش کرے۔